کتاب القصاص

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب
درینولا بتائیدات ربانی و توفیقات یزدانی رسالہ عجالہ نافعہ
مسمّے بہ
کتاب القصاص
سنہ ۱۲۹۸ھ
حسب شرع محمدی
مقام لکھنؤ محلہ وزیر گنج تاریخ ۱۴ ماہ صفر ۱۲۹۸ ہجری
در مطبع اثنا عشری باہتمام خاکپای مومنین سید عابد علی طبع شد

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب

در ظہور لابتنا تائیدات ربانی و توفیقات یزدانی رسالہ عجالۂ نافعہ

مسمّٰی بہ

کتاب لب القصص

سنہ ۱۲۹۸ھ

حسب شرع محمدی

مقام لکھنؤ محلہ وزیر گنج تاریخ ۱۴ ماہ صفر سنہ ۱۲۹۸ ہجری

در مطبع اثنا عشری باہتمام خاکپائے مومنین سید عابد علی طبع شد

٨٦٣٠
ذرائطہ ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وعترتہ اجمعین
کتاب القصاص مین کئی فصلین ہین فصل پہلی پوشیدہ نرہی
کہ قتل کی کئی قسمین ہین پہلی قسم قتل عمد ہی اور قتل عمد کی معنی
فقہا نی یہہ لکہی ہین کہ انسان ایسا کام کری کہ اوسی مقصود اوسی قتل
انسان ہو ایسی آلے سی کہ جسکی شان سے قتل ہو اگرچہ گاہی مارے
یا قصد ایسی کام کا کری کہ اکثر وہ مہلک ہوتا ہو ہرچند ارادہ قتل نہو اور
تفصیل مقام یہہ ہی کہ یہان پر عالمون نی کئی صورتین لکہی ہین +
پہلی صورت یہہ ہی کہ ارادۂ قتل بہی ہو اور ایسی آلی سی بہی ارتکاب
قتل کری کہ جو اغلب ہلاک کرتا ہو مثل تلوار یا بندوق یا چہری یا کٹار
یا بہوجالی وغیرہ کی اور باجماع علما اس شق مین قاتل پر قتل عاید ہوگا +
دوسری صورت یہہ ہی کہ شرطین پہلی صورت کی پائی جاوین

فقط فرق اسقدر ہو کہ عزم قتل نہو اور حکم اسکا بہی وہی ہی کہ قاتل پر قتل
عائد ہو گا اور ابن براج علیہ الرحمہ نی اسپر اجماع نقل فرمایا ہی اور اکثر
احادیث معتبرہ سی بہی تائید اوسکی پائی جاتی ہے **تیسری صورت**
بہی مثل پہلی صورت کی ہی فقط فرق اتنا ہی کہ ارتکاب قتل ایسی آلی
سی ہو کہ جسسی قتل ہو جانا اکثریہ نہ تہا مثل گدکی کی یا لاٹہی یا گہونسے
یا تہپڑ کے اور علی ہذا القیاس اور اسمین اختلاف ہی کہ یہہ موجب قتل
قاتل ہو گا یا نہین اور اشہر بلکہ اظہر اول ہی بلکہ بعض محققین نی اوسے
اختلافی مسئلہ قرار ہی نہین دیا اور بہت سی حدیثین مؤید اوسکی ہین
اور جو حدیثین خلاف پر اوسکی دلالت کرتی ہین وہ مؤول ہین اور سند
یا دلالت مین انکی بحث ہی اور مسئلہ بحمد اللہ واضح ہی زیادہ دقت
کرنیکی اوسمین حاجت نہین **چوتہی صورت** مثل تیسری کی ہی
مگر فرق اتنا ہی کہ یہان ارادۂ قتل ہی نہو یا ارادۂ عدم قتل ہو مثلاً
بدون ارادۂ قتل ہنسی سی کنکری یا ہلکی سی چہڑی ارنا یا بٹہنا اور وہ اتفاق سے
باعث ہلاکت ہو گئی تو اس صورت مین دو قول ہین بہت مشہور
اونمین سی یہہ ہی کہ یہہ صورت قسم قتل عمد مین داخل نہین کہ موجب
قتل قاتل ہو اور دوسرا قول قول شیخ علیہ الرحمہ ہی کتاب مبسوطین
اور بعض عمومات مؤید اونکی ہین لیکن قول اول قوی تر ہی اور ایک
قول شیخ سی منقول ہوا ہی کہ اسصورت مین اگر آلہ لوہی کا یا دھار دار ہو گا
تو یہہ قتل عمد ہو گا نہین تو داخل قتل عمد نہین اور بنا اس تفصیل کی گویا خبر

عبداللہ بن زرارہ پر ہی مگر سند و دلالت مین اوسکی بحث ہی خصوصًا
بمقابلہ احادیث و ادلہ قول اوّل سے کہ جو مخصص عمومات قول ثانی
کی ہی ہین البتہ اطلاق عرفی منافی قول اقل ہی اسلئی کہ قاتل کا اطلاق
بحسب عرف ایسی قاتل پر ہو سکتا ہی اگرچہ ارادہ قتل نرکہتا ہو یا آلۂ
قتل غالب القتل نہو اور یہہ شبہہ خالی قوت سی نتہا اگر مخالف تحقیقی شہرۃ
اور منقولی اجماع سے کے نہوتا لیکن اس ہنگام مین قول اوّل اقرب بصواب
ہی یہہ وہ چار صورتین ہین کہ جنہین علماء اپنی کتابونمین لکہتی آئی ہین
مع حکم کے لیکن یہان کچہہ اور صورتین نکل سکتی ہین کہ جنکا تعرض
اونہون نی نہین فرمایا اور تامل ادلہ و احادیث مقام سی عجب نہین
کہ یہہ قاعدہ کلیۃ قرار پائی کہ مقصود شرع خصوصیت ہتیارونکی نہو بلکہ
اصل غرض یہہ ہو کہ جب کوئی شخص عمدًا کسی کو ہلاک کریے اور یہہ مراسکی
اقرار یا اور کسی معتبر طریقہ سی معلوم ہو تو قتل اوسپر عائد ہو خواہ وہ آلہ
غالبًا قتل کرتا ہو یا نہین اسلئے کہ آلہ علت تام قتل نہین پس کلیۃ یہہ حکم
کر دینا کہ آلۂ غالب القتل سی مارنا مطلقًا قتل عمد ہی مشکل ہی اور اسی طرح
نفی کرنا قتل عمد کی اس آلہ کے سوا اور آلون سی اسلئی کہ ظاہر ہی کہ نہین
مشہور حربون کو کبھی اسطرح مارتی ہین اوچھی چوٹ سی کہ وہ مہلک
نہین ہو سکتی بلکہ خفیف سا چرکا لگجاتا ہے اور کبھی ویسے ایسا گہرا گہا
دیا جاتا ہی کہ ہلاکت کی لئی کافی ہوتی ہین اور کبھی کچہو را وار کیا جاتا ہے
اس لحاظ سی کہ علم عادی یا گمان غالب ہوتا ہی کہ طرفثانی اسزخم سکو خالی ح

یا روک لیگا مثلاً قدر انداز سینہ تاک کی کسی کا کمان یا کبادی سی تیر مارے اسپر اعتماد ہو کہ دوسرا شخص اپنی فن کا اوستاد ہی مر اسکا کاٹ دیگا یا غلہ ماری کہ وہ غلہ کاٹیگا یا تلوار خالی دیگا یا سپر سی روکیگا یا گتکا پہری سے رکجائیگا یا گولی گولی سی چپٹا ہو کی گر جائیگی اور بندوقچی تک نہ پہونچیگی یا ٹیکی اور علی ہذا القیاس پس ایسی صورتون مین باوجود آلہ معمولی قتل کی اور عزم ضرب کی ترتب حکم قصاص مشکل ہی مثلاً ایکننگ لڑینمین یا پہٹی سی سر دیتی مین اور اسی طرح یہہ کلیّہ ثابت نہین کہ آلۂ غیر قتل کا اعتبار قتل عمد مین نہو اگرچہ نازک مقام پر لگایا جائی مثلاً گتکا حلق پر یا انثیین پر لنگوٹ کی ہاتہہ مین مارا جائی یا ہول زور سی ماری جائی ایسی شخص کو کہ ٹال یا داب یا اوڑا نسکی اور اسی وجہ سی خبر یونس مین ضرب مکرر عصا کو قتل عمد مین داخل کیا ہی حالانکہ بدون تکرار لکڑی سی مارنا موجب قتل زنندہ نہین جیسا کہ ابن سنان کی حدیث مین ہی حالانکہ بجز عنوان ضرب کے اور کوئی فارق نہین پس ظاہر یہہ ہی کہ جب کوئی شخص باعث ہو وقوع علت تام قتل کا یعنی مجموع علل ناقصہ کا یا غیر تام علتون کا بشرطیکہ باوجود اس مقدار کے عرفاً قاتل کا اطلاق اوسکی مرتکب پر ہو سکی تو اوسپر حکم قتل عمد مترتب ہوگا خواہ ارادہ محض واقع کرنی سبب کا ہو یا سبب یعنے قتل کا بہی اور آلہ معمولی ہو یا نہو اور احادیث سی بہی بجز اسکی اور کچہہ مراد نہین اور باقی خصوصیتین محض بطور تمثیل یا بر بنائی غلبہ بیان کیگئی ہین اور یہہ مقام باوجود ظہور یہہ خالی اشکال سی نہین لہذا احوط یہہ ہی کہ غیر مقام

اجماع محقق مین مصالحہ دیت پر ترک نکیا جائی واللہ اعلم دوسری
قسم وہ قتل خطا ہی کہ جو شابہ قتل عمد ہوا ور احادیث و اقوال علما
سی اوسکی یہہ معنی معلوم ہوتی ہین کہ کام کا ارادہ اور انجام کا کا ارادہ
نہو مثلاً معلم نی لڑکی کو مارا یہہ انجام سوچکی کہ اوسی علم و ادب او نفع ہو
اور سو اتفاق سی اوسکی فعل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ لڑکا مرگیا اور یہہ قسم
حاصل نہوگی مگر جبکہ ایسی آلی سی ماری کہ اکثریہ وہ مہلک نہوا ور اوس
طور پر کہ جو نظر بضعف و قوت طفل مہلک نہو تیسری قسم خطاء محض
سی قتل ہی کہ کار و انجام کار دونوا وسی مقصود نہون مثلاً بقصد شکار
وہ جانور کو مارتا ہوا ور اتفاق سی نادانستہ وہ تیر کسی آدمی پر پڑجائی
اور اوسی ہلاک کری اور یہی حال و حکم ہی زخمونکی سب قسمونکا اور
ثابت ہوتا ہی قصاص پہلی قسم مین بالغ اور عاقل سی پس اگر لڑکا یا مجنون
حالت جنون مین کسی کو قتل کرے تو اوسپر قتل عائد نہوگا جبکہ وہ بالغ
و عاقل کسی بیگناہ کو قتل کری نہ اوسکو کہ جو شرعاً قصاص کا اور قتل کا
شایان ہو ایسا بیگناہ کہ ہمسر ہو قاتل کا اسلام اور آزادی مین یا بہتر ہو
اوس سی مثلاً آزاد آزاد کو قتل کری یا غلام آزاد کو نہ بالعکس خواہ بنفسہٖ خود
مرتکب قتل ہو مثلاً اپنی ہاتہہ سی ذبح کری یا گلا گہونٹ دی یا سبب قتل ہو
مثلاً تیر پہینکدی اور وہ قتل کری یا راہ مین کنوان کہودی کہ وہ باعث
ہلاکت ہو یا ایسا زخم لگائی کہ بڑہتی بڑہتی وہ ہلاک کری اور علمانی بیان
معنی ارتکاب و سبب مین بہت طول دیا ہی اور علامہ صاحب جواہر سی وہ کی

لسیئی نہین لکہا کہ اونہون نی کتاب غصب و قصاص اور کتاب دیات مین
مختلف عنوانون اور مثالون سی بہ بسط تمام لکہا ہی مگر چندان حاجت
اسکی نہین اسلئے کہ مدار اطلاق عرفی پر ہی پس جب عرف مین کہین یہہ
کہ یہہ شخص قاتل ہی تو اوسی سی قصاص لیا جائیگا جس عنوان سی وہ مرتکب
ہو پس مدار اطلاق عرفی پر ہی اور بعض علمانی ارتکاب کی مثال مین ذبح
اور گلا گہوٹنا لکہا ہی اور اسی طرح زہر قاتل کسی کے حلق مین بجبر ڈالدینا
اور تلوار مارنا اور چہری مارنا اور بڑی سی پتہر کی نیچی کسیکو دبا کی مارنا
اور مقام مہلک پر زخم لگانا اور گوپن سی پتہر مارنا اور اسی طرح
جو لکڑی سی برابر مارتا چلا جائی یہانتک کہ مارتی مارتی ہلاک کردی
اور شیر کی سامنی کسیکو پکڑ کے ڈالدینا تاکہ وہ اوسی پہاڑ کہائی اور
بعضون نی اسی مثال تسبیب قرار دیا ہی مثل اسکے کہ کسیکو زخم لگائی کہ
انجام کار وہ منجر بہلاکت زخمی کی جانب ہو یہانتک کہ اگر ایک انگلی مین یا
زخم لگائی بلانیت اہلاک اور وہ موذی موت تک ہو تو بہی بنا بر بعض
علما قابل و مستحق قتل ہوگا اور ایسی فروض نادرہ مین خصوصاً جبکہ سرایت
زخم مستند تمادی ایام یا ترک علاج یا استعداد ہوا کیطرف ہو محل شبہ کا
ہی اور احوط مصالحہ دیت پر ہی اسیطرح اگر کوئی کسیکو آگ یا پانی
مین گرادی اور وہ نکلسکتا ہو اور عمداً غصہ یا ضد کی مارے باہر نہ نکلے
اور اپنی جان دیدی اور اگر کوئی کسیکو مارے اسطرح پر کہ کئی عضو مجروح
کری اور اوسی ہلاک کری پس اگر یہہ دفعۃً ہوگا تو سزا اعضا کی قصاص جان

مین محسوب کیجائیگی اور اونکا بدلا جدا نہ لیا جائیگا اور اگر متفرق بیہ
اور واقع ہوئی ہون تو ہر ایک کا عوض جدا جدا لیا جائیگا علی الاظہر
اور آیا دیت اطراف و جوارح دیت نفس مین محسوب کیجائیگی یا نہین
اگرچہ موجب دیت متفرق واقع ہوئی ہون بعض علما کے نزدیک
محسوب ہو جائیگی علی الاطلاق خواہ ایک مجرم سے صادر ہون
یا متعدد دون سے اور اسمین تامل ہے البتہ شرائع سے اجماع اما میہ
ثابت ہوتا ہے تداخل پر اگر مجرم متحد ہو لیکن مقدس اردبیلی نے
اس اجماع مین تامل کیا ہے اگرچہ علامہ صاحب جواہر نے دعوی
جزم کا انعقاد اجماع محقق پر اس مسئلہ مین فرمایا ہے لیکن وہ خالی
اشکال و تامل سے نہین ہین بلاشک اگر زخم اعضا سرایت کر گئی ہو
اور منجر بمرگ ہوئی ہون تو تداخل ہو جائیگا اور لیکن بدون اسکے
پس جزم مشکل ہے البتہ اگر عرفا تفرقہ نہوا ہو اور سبب جرم دفعۃ واقع ہوئی ہون
تو تداخل اقرب ہوگا اور اگر متفرق ہوئی ہون خصوصا جب تفرقہ
معتدبہ ہو مثلا ایک مہینہ یا ایک سال کا تو بحکم استصحاب و عمومات
قرآنیہ وغیرہ تداخل نہوگا مگر یہہ کہ یہہ اجماع درجہ تحصیل پر پہونچی
اور تخصیص عمومات کرے اور بہر طور یہہ حکم استقلالی دیت کا ہے
اور جو دیت صلح سے قرار پائی وہ ازبسکہ قائم مقام قصاص ہے تو
اوسمین حکم سابق قصاص جاری ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام کسی
مرد آزاد کو کسی کی قتل پر ورغلاوے یا اجبار کرے اور وہ قتل کرے تو قصاص

قاتل پر قتل عائد ہوگا نہ حکم دینی والے پر اگرچہ یہ قاتل جاہل مسئلہ ہو
البتہ ور غلانیی والا یا جبر کرنیوالا مستحق قید ہوگا اور اگر کسیکی قتل مین
تین آدمی شریک ہون اسطرحپر کہ ایک مقتول کو پکڑ رہی اور
دوسرا مارے اور تیسرا کھڑا دیکہی تو مرتکب قتل قتل کیا جائیگا اور
تھامنی والا مقید ہوگا اور دیکہنی والیکی آنکھین کانٹا چبھوکی یا گرم سلائی
پہیر کے پہوڑ دیجائینگی **دوسری فصل قصاص کے شرطون**
کے بیان مین ہے اور وہ پانچ ہین **پہلی شرط**
آزادی ہی پس غلام یا مکاتب یا اُمّ ولد یا مُدبّر کا قصاص قاتل آزاد
سی نہ لیا جائیگا بلکہ زمانہ مرگ مین جو مملوک مقتول کی قیمت ہوگی
وہ قاتل سی مالک مقتول کو دلوائی جائیگی جب تک کہ قیمت غلام
وکنیز دیت مرد و زن آزاد سی زیادہ نہ بڑھے اور خود مالک کو
قیمت اپنی غلام کی جسی قتل کیا ہی بیت المال مین داخل کرنا پڑیگی
اور کفارہ عائد ہوگا اور شہر بدر کیا جائیگا اور اگر عادی قتل کا
اپنی غلام وکنیز کی ہو جائی اور تعزیرات کی وجہ سی اپنی اس
حرکت ناشایستہ سی باز نہ آئی تو وہ مالک بہی قتل کیا جائیگا
اور بدون عادت ایک آدہ بار قتل کرنیسی قتل نہ کیا جائیگا اسلئی
کہ آقا محسن غلام وکنیز ہوتا ہی اور شرع مین احسان کا بڑا حق ہی
اور دیت غلام وکنیز ذمی دیت مرد و زن ذمی سی زیادہ نہ ہوسکیگی اور
آزاد آزاد کی بدلی قتل کیا جائیگا اور اگر مرد آزاد و زن آزاد کو قتل کری

تو اوسکی عوض قتل کیا جائیگا مگر مقتولہ کی ولی کو آدہی دیت مرد قاتل
کی وارثان قاتل کو دینا پڑیگی اور اگر چاہی تو اوسسے ساری دیت
لیلے خون قاتل سی درگزری اور اگر آزاد عورت آزاد مرد کو مارے
تو عوضمین اوسکی قتل کیجائیگی اور نصف دیت نہ دینا پڑیگی
اسلئی کہ کوئی قصوروار اپنی جان سے بڑہ کی قصور نہین کرسکتا
اور آزاد عورت آزاد عورت کی بدلی قتل کیجائیگی اور اسی طرح
دونو مرد و زن مساوی رہینگی زخمونمین اعضا و جوارح سے
جب تک کہ دیت مرد کی تہائی تک نہ پہونچی پہر بعد اوسکے
نصف ہوجائیگی دیت زن دیت مرد سی اور قصاص زن
مرد سی لیا جائیگا لیکن نصف دیت عضو مرد دینا پڑیگی اور
قصاص مرد زن سی لیا جائیگا بغیر رد دیت اور قتل کیا جائیگا
غلام غلام کی بدلی اور لونڈی کے بدلی اور لونڈی لونڈی اور غلام
کے بدلی اور اگر کوئی غلام کسی آزاد کو قتل کرسے تو ولی میت کو
اختیار ہی چاہی قاتل کو قتل کرے اور چاہی اپنی غلامی مین لیلی
اور کسی طرح کا اختیار مالک غلام کو باقی نرہیگا البتہ غلام سی
زیادہ کوئی زحمت قصاص یا دیت مالک غلام پر عائد نہوگی بنابر
اجماع و نصوص اور اوسی کلیہ کی کہ کوئی اپنی جان سی زیادہ قصوروار
نہین اور اگر زخمی کری کوئی غلام کسی مجروح کو تو قصاص لیا جائیگا
اوسی یا غلام بنالیگا اوسی زخمی اگر آقا راضی قصاص سی نہو بشرطیکہ

استیعاب کری قصور اوسکا اوسکی قیمت پر اور اگر محیط نہو تو
پہر حصہ رسد یا یہ کہ بیع کیا جای اور زخمی تاوان بہر اوسکی
قیمت سی لیلی اور ہو سکتا ہی کہ مالک اوسکی عوض تاوان قصور
دی اور شیخ نی مبسوط مین فرمایا ہی کہ قیمت و تاوان مین سی
جو کم ہو وہ دیکر اوسی چہوڑائی اسلئے کہ کوئی قصوروار اپنی جان
سی زیادہ قصور نہین کر سکتا اور یہی قول موافق ظاہر اکثر عمو
و نصوص ہی اور اگر قن اپنی آقا کو قتل کری تو اوسکی بدلے
قتل کیا جائیگا اگر ولی چاہے اور اگر معاف کری تو معاف
ہو جائیگا البتہ غلام بنا لینا اس مقام پر تحصیل حاصل ہی اور
بعضون نی کہا کہ ایسا نہین ہی اور ثمرہ غلام بن جانا ہی اوس
غلام کا کہ جو رہن ہو جای بسبب جنایت کی لیکن مبتلا رہونا
اسکا نصوص استرقاق سی محل تامل ہی اور ایک شخص کا غلام
اوسیکی دوسری غلام کو اگر قتل کری تو مالک کو اختیار رہی
چاہی اوسی قتل کری یا اوس سی عفو کری اور اسی طرح اگر غلام
دو مختلف شخصونکی ہون تو آقای مقتول کو اختیار رہوگا بہ نسبت
خود قاتل کی اور اگر قتل خطا کیا ہو تو فقط دیت گردن قاتل پر
عائد ہوگی ہان مالک قاتل کو سہ صورتین اختیار رہی چاہی دیت
دیکی اپنا غلام چہوڑا لی اور چاہی اوسی بعینہ مالک مقتول کو دیدی
اور جسقدر قیمت اوسکی غلام کی زیادہ قیمت مقتول سے ہو وہ مالک

مقتول کے پہیرلی اور اگر بالعکس ہو تو یہہ ضامن کمی ہوگا اوپر کے حقیقی
بنا بر کہ قصوروار اپنی جان سی زیادہ قصور نہین کرتا اور مکاتب مشروط
یا مطلق وہ مطلق کہ جسنی مال کتابت سی کچہہ بہی نہ ادا کیا ہو مثل قن
ورق محض کے ہین اور اگر مطلق نی کسیقدر مال کتابت ادا کیا ہو تو
آزاد کی بدلی قتل کیا جائیگا نہ قِنّ کے بدلی بلکہ کوشش کرتا رہیگا
بقدر حصۂ آزادی اپنی رہائی مین اور بیچا جائیگا یا غلامی مین لیا جائیگا
بقدر حصۂ غلامی کی اور اگر قتل کری آزاد یا قن یا مُبَعّض از راہ خطا
پس امام ادا فرمائیگا بقدر حصہ آزادی اسلئے کہ جسکا عاقلہ نہو اوسکا
عاقلہ امام علیہ السلام ہی اور بہ نسبت حصۂ مملوک مالک کو اختیار ہی
چاہی بعوض اوس جز کو چہوڑ الیوی اور چاہی غلامی مین دیدی اور
مدرک حکم قوانین شرعیہ واعتبار صحیح ہی وگرنہ کسی حدیث مین
دلالت اسپر نہین جیساکہ ریاض مین ہی اور جواہر الکلام مین صحیح
بن مسلم سی استفادہ اوسکا کیا ہی لیکن خالی اشکال سی نہین
جیساکہ فرائد الاحکام ملقب بعماد الاجتہاد مین بتفصیل مرقوم ہے
اور یہہ مسئلہ نہایت مشکل ہی علاوہ اوسکی کہ جو مذکور ہوا چار قول
اور اسمین ہین لیکن مذہب مشہور و منصور وہی ہے جو سابق
مین لکھا گیا واللہ اعلم اور اگر ایک آزاد دو آزادون کو
قتل کرے تو اونکی عوض مین بجز قتل کی اور کچہہ اوسکی طرف
نہ عائد ہوگا اسلئی کہ کوئی اپنی جان سی زیادہ کا قصوروار نہین ہوتا

اور اگر غلام ایسا کری اگرچہ بتدریج ایک کو دوسری کی بعد تو وہ دونو
شریک ہونگی اوسکی قصاص یا ملک مین تا وقتیکہ حاکم شرع
اوسی مقتول اول کے ولی کو نہ دیچکا ہو وگرنہ وہ دوسری کا حق
ہی اسلئی کہ مجرم حکم شرع یا خود تجویز و رغبت ولی مقتول اوّل کی
لی اوسکیطرف منتقل ہوگیا اور غلام اوسکا ہوا پھر بعد اوسکے
جو اوسی قصور صادر ہوا اور مقتول ثانی کے ولی نی اوسی غلام
بنالیا تو ضرور اوسکی طرف بہی منتقل ہو جائیگا اور علی ہذا القیاس

دوسری شرط اسلام ہی کوئی مسلمان کسی کافر کی خون مین یا
اگرچہ وہ ذمی ہو ماخوذ نہین ہوسکتا باجماع علما اور خلاف ابو حنیفہ
و ابو یوسف قابل اعتنا نہین کہ وہ اجتہاد مقابل دلایہ قطعیہ اور
نصوص معتبرہ ہی البتہ ذمی کی قتل کرنیمین مسلمان کی ذمہ پر دیت
و خونبہائی ذمی اور تعزیر عائد ہوگی تا وقتیکہ عادی نہو جاوے
ذمیونکے قتل کا وگرنہ بعد عادت قتل کیا جائیگا اور ذمی ذمی کے
بدلی قتل کیا جائیگا اور ذمیہ کی بدلی بہی مگر بعد رد دیت زائدہ کی اور
ذمیہ ذمیہ کی بدلی قتل کیجائیگی اور ذمی کی بدلی بطریق اولی اور کچھ
حاجت رد نہوگی اور اگر ذمی کسی مسلمان کو قتل کری تو جان و مال اوسکا
اوسکی ولی کو دیدیا جائیگا چاہی وہ اوسی قتل کری اور چاہی اپنا غلام
بنائی اور بعضونکا قول یہہ ہی کہ اولاد صغیر بہی اوسکی غلامی لی اور کنیزی مین
لیجائینگی لیکن یہہ ثابت نہین اور اگر بعد قتل مسلمان ہو جاوی تو قتل

مسلم ہوگا یعنی استرقاق اور غلامی سی محفوظ رہیگا نہ قصاص یا دیت کہ مسلم سی اور اگر کوئی ذمی کسی مسلمان کو ازراہ خطا نہ دیدہ و دانستہ قتل کرے تو مسلمان کی قتل خطا کا خون بہا اوسکی مال سی لیا جائیگا اگر مالدار ہو نہین تو عاقلہ اوسکا امام ہی نہ اوسکی اہل و عیال

تیسری شرط یہہ ہی کہ قاتل مقتول کا باپ نہو نہین تو باپ بیٹی کا خون عائد نہوگا ہان اوسی خونبہا دینا پڑیگا اور حاکم اوسی تعزیر دیگا حسب مصلحت اور کفارہ اوسپر عاید ہوگا اور صاحب جواہر و شارح کبیر و مقدس اردبیلی و صاحب شرح لمعہ بلکہ مشہور نی حکم پدر مین دادا اور پردادا اور سکر دادا اور علی ہذا القیاس جتنے درجی بڑہتی جائین سب کو داخل کیا ہی بلکہ شیخ جواہر اور سید ریاض نی صریح یا ظاہر خلاف سی اوسپر اجماع نقل فرمایا ہی اور وہ منتہی یہ عدم ظہور خلاف سی اسلئی کہ کسینی اسمین اختلاف نہین کیا فقط محقق نی نافع مین اسمین تردد فرمایا ہی تو وہ قول نہین ہوسکتا علاوہ یہہ کہ صاحب جواہر نی ادلہ قویہ سی جزم ظاہر کیا محل ہونی کہ اس تردد کی لیکن ادلہ اونکی خالی ضعف سی نہین اور اجماع بر تقدیر تسلیم درجہ اجماع منقول سی نہین بڑہتا اور کسی نص مین تصریح اس حکم کی نہین اور اعتبار صحیح خلاف ان حضرات کی ہی اور مقدمہ خون مین تعویل ایسی دلائل پر خالی جسارت سی نہین لہذا تردد محقق بہت بیجا ہی اور جزم ان حضرات کا بیجا اور احوط بنا مصالحہ پر ہی جبتک ممکن ہو

اگرچہ دیت سی زیادہ ہو البتہ پسر و دختر مین فرق ثابت نہین
وھو العالم اور اگر بیٹا باپ کو قتل کری تو اوسکی بدلے قتل
کیا جائیگا اور اگر مان اپنی فرزند کو قتل کری تو اوسکی بدلی قتل کیجائیگی
بلکہ ظاہر نص و فتوی عدم رد فاضل دیت ہی اگرچہ سوائے صاحب جواہر
کسیکی کلام مین مینے اسکا تعرض نہین پایا مگر یہہ کہ تعمیم کرین فحاوے
حدیثونکی کہ جو وارد ہین قصاص زن مین مرد سی با وجود ارداد ورثا
از سیاق اوسکا مانع اتنی ہی علاوہ اسکی کہ اصل عدم اشتغال ذمہ ہی
فتامل چوتھی شرط بلوغ و عقل ہی پس اگر لڑکا نابالغ یا مجنون
حالت جنون مین کسی کو قتل کری تو وہ اوسکی بدلی قتل نہ کئی جائینگے
باجماع محقق مجنون مین بلکہ لڑکی مین بھی اسلئے کہ باجماع منقول بلکہ
محصل و نصوص مستفیضہ مدار بلوغ شرعی پر ہی اگرچہ بالغ احمق ہو نہ
بلوغ و رشد پر جیسا کہ سرائر مین ہی اسلئے کہ وہ دعوای بی دلیل ہے
اور نہ دس برس کا سن ہونی پر ہے جیسا کہ ایک روایت مرسلہ
مقطوعہ مین ہی اور نہ آٹھ برس کی سن پر جیسا کہ ایک روایت
مہجورہ مین ہی اور نہ پانچ بالشت کا قد ہونی پر جیسا کہ شاذ
و ضعیف و خلاف قاعدہ بلکہ قواعد حدیث مین ہی اور
مخالف سنت مقدس اردبیلی از قسم وسواس ہی جیسا کہ علامہ
صاحب جواہر نی فرمایا ہی خلاصہ یہہ کہ مجنون و نابالغ دونو
کی عمد و خطا برابر ہی پس وہ قتل سی بری ہین البتہ دیت عاقلہ

پر ہوگی نہ اون دونوکی مال پر اگر صاحب مال ہون وگرنہ
عاقلہ پر جیساکہ مفاد بعض احادیث کاہی کہ اوسکی سند اور
دلالت دونو مخدوش ہین اور اگر کوئی بالغ وعاقل کسی نابالغ کو
قتل کری تو بنابر قول مشہور ومنصور قتل کیا جائیگا بلا دیت اور
حلبی نی قیاس کیا ہی لڑکیکو مجنون پر بسبب جامع نقصان
عقل کے اور مؤیّد اونکی بعض اخبار ہین لیکن معارض اوسکے
خاص اس مقام کی بہ نسبت ایک حدیث مرسل ہی کہ جس کا
ارسال منجبر بشہرہ سی ہی کہ جو بمنزلۂ اجماع ہی لیکن احوط بنا
مصالحہ پر ہی اور اگر عاقل بالغ کسی مجنون کو قتل کری تو البتہ
قتل نکیا جائیگا علی الاظہر بلکہ مقتضی اطلاق نص وفتولی کا
شمول حکم بہ نسبت مجنون ادواری ہی اگرچہ زمان عدم دورہ
مین قتل کیا جائی البتہ احوط مصالحہ ہی البتہ قتل عمد وشبیہ عمد
مین خونبہا مال قاتل سی لیا جائیگا اور خطائی محض مین اوسکے
عاقلہ سی البتہ اگر قاتل نی اپنی حفظ نفس کی لئی مجنون کو دفع
کیا ہو اور وہ مرگیا ہو تو اسصورت مین خونبہا بھی ندینا پڑیگا
بلکہ خون مجنون ہدر ہوگا اور نابینا مثل بینا کے مقید قصاص مین بنابر
قول مشہور درمیان متاخرین اور نہایت قوت دی ہی اوسے
صاحب جواہر نی لیکن ابوعلی اور شیخ ومہرشتی[١] وطبرسی وابن
براج وابن حمزہ وشہید ثانی اسنے روضۃ البہیۃ مین نابینا کو

[١] مہرشتی

بری قتل سی کیا ہی اور فقط دیت اوسپر عاید کی ہی اور غایۃ المرام
مین اسپر شہرہ کا دعویٰ کیا ہی اور سید ریاض نی نہایت قوت
دی ہی اسی اور مصالحہ اگرچہ زائد بر دیت سی ممکن ہوا حوط
بلکہ لازم ہی حتی الامکان اور مع الاضطرار پس دور نہین کہ عدم قود
اور برائت قتل سی متعین ہو فیتامل واللہ اعلم **پانچوین**
شرط یہہ ہی کہ مقتول مستحق قتل شرعًا نہو پس اگر مسلمان
مرتد فطری کو قتل کری اگرچہ وہ تائب ہوا ہو اور توبہ اوسکی درمیان
خود و خدا قبول ہوگئی ہو تو اوسکی خون سی بری ہوگا اور اسیطرح
اگر مرتد ملی کو بعد اوسکی استحقاق شرعی قتل کے قتل کری تو بری ہوگا
اور شرع نی جسکا خون مباح کیا ہی اوسکا قاتل ہمیشہ بری ہی اگرچہ
گناہگار ہو امام سی اجازت نہ لینی مین اور جو قصاص مین قتل
کیا جائی اوسکا قصاص و دیت کسی پر عاید نہین ہوسکتی فقط

تیسری فصل احکام شرکت مین ہی

جب شریک ہو
ایک جماعت کسیکی قتل کرنے مین تو مقتول کی ولی کو اختیار ہی
چاہی اوس تنہا کے بدلی اون سبکو قتل کری اور ہر ایک کے
قصور سی جسقدر زیادہ اوسکا نقصان جان ہوا ہی بقدر اوس زیادتی
کے اوسکی دیت دی اور چاہی بعضون کو اونمین سی قتل کری
اور اور باقی قاتل بقدر اپنی جرم کے رد دیت کرینگی اوس شخص پر
کہ جسپر قصاص لیا گیا ہی اور اگر وہ مقدار کافی دیت کامل کو نہو تو

قدر زائد ولی کے ذمہ پر عاید ہوگی اور اگر وہ مقدار دیت سی
زیادہ ہو تو زیادتی سی بہی فقط ولی بہرہ مند ہوگا اور بلا خلاف
و اشکال یہی حکم جاری ہوگا قصاص اعضا و جوارح مین اور اگر
دو عورتین ملکر ایک مرد کو مارین تو دونو بدلی اوسکی قتل کیجاینگی
اور کچہہ ردّ کی حاجت نہوگی اور اگر دو سی زیادہ ہونگی تو بہی قتل
کیجا سکتی ہین ایک مرد کی بدلی بعد رد کرنی فاضل دیت کی اونکی
ولیون پر اور اگر آزاد مرد و آزاد عورت کسی مرد آزاد کو قتل کرین
تو ولی مقتول کا اون دونو کو قتل کر سکتا ہی بعد رد کرنی دیت زائد
کے خاص مرد پر اور چاہی تو مرد ہی کو قتل کری اور عورت سے
دیت کامل زن بہی لی اور چاہی فقط عورت کو قتل کری اور مرد سی
نصف دیت مرد لی اور اگر ایک آزاد اور ایک غلام کسی آزاد کو ملکر
قتل کرین تو ولی کو اختیار ہی چاہی اون دونو کو قتل کرے بعد
ردّ نصف دیت آزاد کی اور قیمت غلام مین سی اوس جز کی کہ جو زیادہ
اوسکی قصور سی ہو اوسکی مالک پر اور اگر دونو کو قتل کرنا ملحوظ نہو بلکہ
ایک کو ہو پس اگر آزاد کو قتل کری تو نصف تو نصف کی بدلی اگیا
باقی رہا نصف وہ موافق قواعد عائد ہوگا اس قصاص لینی والی پر
اور از بسکہ اسکا آدہا حق غلام پر ہے تو اسکی ذریعہ سی وہ عود کریگا
غلام کیطرف پس آدہی دیت ولی کیطرف سے آکی منتقل ہوگی غلام کیطرف
پس اگر غلام کی قیمت برابر اوسکی ہوئی تو غلام منتقل ذ منتقل ہوگی

آخر کو شریک آزاد کیطرف رجوع کر سکتا ہی اور چاہی تو مالک
اوسکا اوسکی طرف سی نصف دیت دیکی اوسی چھوڑا لی اور اگر
قیمت زیادہ ہو تو زیادتی بھر حق مالک ہی ولی نصف دیت
سی زیادہ نہین لی سکتا اور اگر قیمت کم ہو تو فقط اوسکی دیتا
آقا کیطرف کر سکتا ہی نہ پوری نصف دیت کی اسلئی کہ قصوروار
اپنی جان سی زیادہ قصور نہین کر سکتا ہان بقیہ نصف دیت کا
اس صورتمین ذمہ دار خود ولی ہوگا اور دوسری صورت مین
فی الجملہ غلام ولی یا شریک کیطرف منتقل ہو سکتا ہی جیسا پہلی
صورتمین بالکل منتقل ہو سکتا تہا اور اگر غلام کو قتل کری تو اگر قیمت
اوسکی آدہی دیت کی برابر ہی تو بی خرخشہ اوس سی اپنا حق
پا گیا اور اسیطرح اگر قیمت کم ہوا وسی ضابطہ پر کہ کوئی مجرم
اپنی جان سی زیادہ جرم نہین کر سکتا اور ان دونو صورتون مین
باقی آدہی دیت اوسکی شریک آزاد کی ذمہ پر رہی گی اور اگر قیمت
بڑہی نصف دیت پر تو وہ زیادتی ولی پر عائد ہوگی پس اگر وہ زیادتی
بھر پورا آدہی دیت کی برابر ہو تو ولی اوسکی دہانید شریک آزاد پر
کر سکتا ہی اور اگر کم بڑہ ہو تو کمی کی دہانید غلام کی قیمت مین کمی کی
باقی خود لیلیگا یا زیادتی بھر خود دیگا اور واجبی یعنی نصف
دیت کا شریک آزاد کو ذمہ دار کر دیگا اور بہ مالہ اور ما علیہ اس مسئلہ کا
ہمنی فرائد الاحکام ملقب بعماد الاجتہاد مین لکھا ہی اور اگر غلام دو

عورت ملکر کسی آزاد مرد کو قتل کرین تو اوسکی ولی کو اختیار ہی چاہیے دونو کو قتل کری البتہ اگر قیمت غلام زیادہ اوسکی قصور سی ہوگی تو قدر زاید اوسکی مالک کو پہیرنا پڑیگی جبتک کہ زیادہ دیت آزاد سی ہو اور چاہی عورت کو قتل کری اور غلام کو اپنی ملک مین لیلے اگر قیمت اوسکی بقدر قصور رہو یا اوسکی کم ہو اور اگر زیادہ ہو تو زیادتی مالک کو واپس دیگا اور اگر قتل کری غلام کو حالانکہ قیمت اوسکی قصور بہر یا اوسکی کم ہو تو اوسی تقاضائی نصف دیت عورت سے سی باقی رہیگا اور اگر قیمت زیادہ نصف دیت سی ہو تو زیادتی عورت کو دینا پڑیگی پس اگر برابر ہو تو خیر نہین تو کمی ولی مقتول کو دینا پڑیگی مالک کی لیئی اور زیادتی سترد کرنا ہوگی چوتھی

فصل وجہ ثبوت قتل کے بیان مین اور وہ تین امر

ہین بلا خلاف و اشکال کی پہلے اقرار و اعتراف مجرم ہی اگرچہ ایکبار ہی ہو ایسی شخص سے کہ جو اہلیت رکہتا ہو مقبول ہونی اقرار کی بوجہ بلوغ و عقل و اختیار و آزادی پس اقرار طفل کا کچہہ اعتبار نہین اگرچہ قریب بلوغ ہو اور نہ اوسکا کہ حال اقرار مین وہ مجنون ہو اور نہ مجبور کا اور نہ ساہی و غافل کا اور نہ خوابیدہ و بدمست کا اور نہ غلام کا بہ نسبت ضرر آقا کی جیسا کہ تمام اقرار و نمین معتبر ہی اور دلیل اسپر عموم ادلہ و خصوص خبر و اشی ہی ہر چند کہ بعضون نی اسکی سند مین بہہ بحث کی ہی کہ وشی مجہول التوثیق ہی لیکن جواہر مین

ریاض سے نقل کیا ہے کہ صاحب ریاض نے اوسے قریب صحیح لکھا ہے
اس بنا پر کہ اوسمین ایسے راوی ہین کہ اجماع منعقد ہوا ہے
تصحیح پر اوس حدیث کی کہ جو اونسے صادر ہو اور یہہ بنا ہی فاسد
علی الفاسد ہی اور یہہ امر عجیب ہی اسلئے کہ سید ریاض نے
نہ اس حدیث کو صحیح لکھا ہی اور نہ سبب صحت مذکور ذکر کیا ہے
البتہ ایک حدیث مین جو بعد اسکی حسن بن صالح سے منقول ہی
اوسمین یہہ مضمون لکھا ہی پس شاید شیخ جواہر نے قرب وجوار
کی وجہ سے اشتباہ فرمایا یا یہہ مراد ہو کہ اگرچہ تصریح اسکی نہین کی
مگر فقط تصحیح کرنے سے یہی وجہ مستفاد ہوتی ہی بضمیمہ اور مقامات
من تصریح نہ پانے کی اور اسی بنائے فاسد علی الفاسد سمجہنا ہی جس
منشی سے جناب شیخ سمجہے ہین محل تامل ہی اگرچہ واقع مین اور
وجہون سے خالی قوت سے نہین اور بہرطور معتبر ہونے مین اس
حدیث کی اور صحت کافی ہونے مین خصوصاً بعد مؤید ہونیکی شہرت
وغیرہ سے کوئی شبہہ نہین اور اگر ایک شخص اقرار کرے اپنے
قتل عمد کا اور دوسرا نسبت اپنی ایسا ہی اقرار کرے اور پہلا
بعد اسکی منکر اپنی قتل کا ہو جائے تو دونو سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے
اور خونبہا بیت المال پر عائد ہوگا بنا بر قول مشہور کے جیسا کہ
ریاض و جواہر مین ہی اور کشف الرموز مین اسی مذہب اصحاب
قرار دیا ہی اور تنقیح اور غایۃ المرام مین معمول بہ اصحاب کا لکھا ہی

اور سرائر مین اسی روایت اصحاب لکہا ہی اور انتصار مین اسپر
اجماع نقل کیا ہی اور نسبت نص و توقیف کیطرف اسکی کی ہی اور
تائید اس اجماع کی اس امر سی بہی ہوتی ہے کہ امامیہ مین اختلاف
اس حکم مین ظاہر نہین ہوا کہ جو معتد بہ ہوا ور حدیث مرفوع علی
بن ابراہیم قمی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سی منقول
ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت مین ایک ایسی شخص کو لائی
کہ وہ ایک خرابہ مین تہا اور ایک چہوری کہنچی ہوئی خونمین تر اوسکی
ہاتہہ مین تہی آگی بڑہ کی خرابہ مین کیا دیکہتی ہین کہ ایک شخص ذبح
کیا ہوا پڑا ہی اور اپنی خونمین لوٹ رہا ہی حضرت نی اوسکی حال
پوچہا اوسنی کہا کہ یا حضرت صحیح ہی مین ہی نی اوسی ذبح کیا حضرت
نے بموجب اقرار اوسی قتل کا حکم دیا جب لوگ اوسی قتل کیلئے
لی چلی تو ایک اور آدمی دوڑتا ہوا آیا اور اوسنے کہا کہ ٹہہرو اور
اسی حضرت کی پاس پہیر لیچلو اور حضرت سی عرض کرنی لگا کہ بخدا
اسنی اوسی قتل نہین کیا بلکہ مینی اوسی قتل کیا ہی حضرت نی اوسی
فرمایا کہ تونی کیون اقرار کر لیا تہا اوسنی کہا انکار سی سود سمجہہ کے
اسلئی کہ سب علامتین ظاہر تہین پس انکار مین علاوہ زبان تفس کی
اور زد و کوب کا ہی اندیشہ تہا باقی اصل حال یہہ تہا کہ مین
پہلی سی اس خرابہ کی بکری ذبح کر رہا تہا جبہی جو زور سی پیشاب کی
حاجت ہوئی تو مین خرابہ مین چلا آیا وہان پہونچکی کیا دیکہتا ہون

کہ ایک آدمی ذبح کیا ہوا اپنی خون مین تڑپ رہا ہی پس مین متعجب ہوا اتنی مین سپاہی لوگ آپہونچی اور مجھی حضرت کے پاس پکڑ لائی حضرت نی اون دونو کو حضرت امام حسن ع کی پاس فیصلہ کیلئی بھیجا حضرت نے قصہ سنکر فرمایا کہ اسنی اگر ایک کو ذبح کیا تو دوسریکو بچایا اور زندہ کیا حالانکہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہی وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۝ یعنی جسنے ایک کو زندہ کیا گویا اوسنی ہر شخص کو زندہ کیا پس جناب امیر علیہ السلام نی ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ تلاوت فرمائی اور اون دونو کو رہا کیا اور بیت المال سی خونبہا دیا اور ابو عباس اور شہید ثانی کیطرف نسبت کیا گیا ہی یہہ قول کہ صورت مذکور مین ولی کو اختیار ہی جسکی چاہی تصدیق کری اور جسنی چاہی بدلا لی بدلیل اصل اور بخیال سقوط حق مسلم و بربادی خون ناحق خصوصًا ایسی زمانہ مین کہ جسمین بیت المال قائم نہو اور باندیشہ اسکی کہ دو شخص شریک قتل التزام اسکا کری قصاص و دیت سی بچ جایا کرین اور بوجہ کچھہ عمومات کی اور سند حدیث مرسل ہی ہرچند منجبر بشہرت ہی اور تواتر ہر معجزہ کا ثابت نہین اور ضعف دلالت بھی ہی اسلئی کہ احتمال ہی کہ وہ بطور قضیۃ فی الواقعہ ہوا اور بعلم امامت سی معلوم ہوگیا ہو کہ قصاص لینی والیکو فقط خونبہی سی مطلب تھا اور بوجہ جرأت و ثبات قدم قدر دانی کا مقتضا ایسی شخصکو اپنی پاس سی خونبہا دیکر بچانا تھا لیکن سید ریاض و شیخ جواہر وغیرہ نی نظر بشہرت وغیرہ ترجیح

قول اول کو دی ہی لیکن انصاف کا حق سبسے بڑہکی ہی علاوہ یہہ کہ
قوانین شریعت ظاہریہ بلکہ اعتبار صحیح عقلی کی وہ مخالف ہی
اور اگر مقدمہ خون کا نہوتا تو ہم جتنی مرجح قول اول پر قایم کیگئی
ہین اوسکی عشر عشیر مین بہی فتوی موافق مشہور دیتی مگر اب مقام تامل
کا ہی اور اجماع محقق ثابت نہین اور شمول اعجاز پر جیساکہ مشعر
دعوی شہرت بلکہ تواتر ہی اوسی طور سی گنجایش اسکی بہی رکہتا ہے
کہ بعض یا اکثر احادیث فضائل و مناقب کیطرح مسامحہ اسکی دلیل
کی تنقید مین کیا گیا ہو پس قول ثانی اقرب ہی اور احوط یہہ ہی کہ حتی
الوسع مصالحہ ہاتہہ سی ندیا جاوے واللہ اعلم اور اگر کوئی اقرار
علی النفس کرے کہ مینی عمداً قتل کیا اور دوسرا اپنی تئین قاتل خطا
ٹہرائی تو مذہب مشہور و منصور یہہ ہی کہ ولی کو اختیار ہی جسکی
چاہی تصدیق کری اور موافق اوسکی کردار کی اوسی سزا دی
اور دوسری سی سروکار نرکہی جیساکہ مقتضی اجماع انتصار و حدیث
حسن بن صالح کا ہی اور صحت سند مین اسکی کلام طویل ہی صاحب
جواہر الکلام وغیرہ سی کہ جبتک ہمنی شرح کبیر فزاید الاحکام مین لکہا ہے
دوسرے دو گواہ عادل ہین اور جو قصور موجب دیت ہی
مثل قتل خطا اور ہاشمہ و منقلہ اور جائفہ اور استخوان شکنی
اور علی ہذا القیاس وہ گواہی سی ایک مرد اور دو عورتونکے
بہی ثابت ہوتی ہین یا ایک گواہ اور ایک قسم سی لیکن قتل

نہین ثابت ہو سکتا گواہی مرد وزن سی بنا بر اصح اور نہ ایک گواہی
اور دوسری حلف سی بالاتفاق جیسا کہ کتاب القضا مین بیان
ہوتا ہی **تیسرے** قسامہ ہی بفتح قاف اور مراد اوسکی شرع مین یہہ
ہی کہ جب کسی مقام پر کوئی مقتول پڑا ہوا اور معلوم نہوتا ہو
کہ قاتل اسکا کون ہی اور گواہ بہی نہون مگر کسیکو لوث اور لگاو
پایا جاتا ہو یعنی آثار و علامات مفید ظن دلالت کرتی ہون
اوسکی قتل کرنی پر اور ولی یا ایک جماعت مدعی اوسکی قتل کی ہون
تو اونسی حلف لیا جائیگا اوسی طور سے کہ جو عنقریب مذکور ہوگا
اور دعوا اونکا ثابت ہو جائیگا اور معتبر ہونا اسکا جان کہ بتقدمہ
اجماع محصل سی ثابت ہی اور احادیث مستفیضہ یا متواتر المعنی
سی اور اقرب یہہ ہی کہ بی لوث ولگاؤ کی یہہ قسامہ قبول
نہین ہو سکتا اور کوئی نی بالکل قسامہ کو رد کر دیا ہی یہہ جانکے
کہ لوث اور کہا ہی کہ میری نزدیک کچھہ اوسکا اعتبار نہین اور
وہ مجھی پسند نہین آتا اور مدعی کی طرف مین کبھی حلف نہین عاید کر سکتا
اور یہہ کچھہ عجب کا مقام نہین اسلئی کہ اوسی اکثر مسایل مین
خدا و رسول سی لوث نرہتا تہا اور خود پسندی سی خود رائی
کرتا تہا اور اس صفت مین بی نظیر تہا ہان شاید بنارسی نے
وہ پایہ پایا ہو کہ وہ بہی سنے زمانا قریب ہی کہ چوتہی تین کے
یا پانچوین چار کی ہو جائین اور خوش آمدین اون لوگون کی کہ جو

تین کی تیسری سے کے قایل ہین لوث اسلام کو بھی اصل اسلام کیطرح
سلام کرین ہان اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ مورد نصوص و احادیث
سی تجاوز نہ کرنا چاہیئے ایسی امر مین کہ جو خلاف قوانین و
ضوابط ہو وکیفما کان مراد لوث سی جیسا کہ گذرا علامات
ظنی ہین مثل ایک گواہ عادل سے کے اور بہر طور ایسی صورت مین
ولی کو اپنا دعوی ثابت کرنا پڑیگا قسامہ سی اسطور پر کہ وہ اور
اوسکی قوم پچاس آدمی قتل عمد پر پچاس قسمین کہائین اور اگر ولی
تن تنہا ہو تو اوسیکو خود مکرر پچاس قسمین کہانا پڑینگی اور اگر
مدعی حلف نکری تو مدعا علیہ پر قسامہ عاید ہوگا مع اوسکی قوم
کی یا تن تنہا بتکرار قسم جیسا ابہی مذکور ہوا اور اگر قسم سی وہ بہی نکول
و انحراف کری تو دعوا اوسپر لازم کیا جائیگا اور جیسا کہ قسامہ
با وجود لوث جان کی مقدمہ مین قبول ہوتا ہی ویسی طرح
اون اعضا کی بارہ مین بہی قبول ہوتا ہی کہ جو محض دیت کے
موجب ہوتی ہین لیکن مقدار مین اس قسامہ کی اختلاف ہے
اظہر یہہ ہی کہ جن اعضا کی دیت مساوی دیت نفس ہی اوسمین چھہ
قسمین عاید ہونگی اور جس قدر دیت گہٹیگی اوسی حساب سے
قسامہ مذکور بہی گہٹتا جائیگا اور فاسق تنہا اور ایک لڑکی اور
کافر کی گواہی سی بلکہ ایک عورت کی گواہی اگرچہ ثقہ ہو
بنا بر مشہور لوث ثابت نہین ہوتا اور وہ ایسا ہی ہی بشرطیکہ

قول اونکا مفید ظن نہو ورنہ لوث ثابت ہو جائیگا خصوصاً
جبکہ اونمین سی کسی گواہ کی بیان سی گمان غالب قریب بیقین
کے حاصل ہو اگرچہ احوط مصالحہ ہی اور یہہ حکم اور احتیاط
عام ہی قتل عمد اور خطا دونو سی اور دونو کو شامل ہے
اور اگر ایک جماعت فاسقو نمین یا عورتو نمین سی خبر دین اور
گمان غالب اسکا حاصل ہو کہ دروغگوئی پر انہون نے کمر
نہین باندہی تو یہہ بہی لوث ہی اگرچہ وہ مقبول الشہادۃ نہون
لڑکون یا فاسقون یا ذمیون کیطرح اور مشہور یہہ ہی کہ گواہی
اطفال وکفار سی لوث ثابت نہین ہوتا تا وقتیکہ حد تواتر
پر نہ پہونچین اور یہہ بعید ہی اگرچہ احوط بنا مصالحہ پر ہی اور اگر
کوئی لاش کسی گروہ کی گہر یا محلہ یا قریہ سی نکلی بشرطیکہ قریہ مختصر
سا ہو اور محلہ متصل شہر کلان سی نہو خلاصہ یہہ کہ مظنہ تہمت ہو
تو وہ بہی لوث ہوگا اور اگر دو قریونکی درمیان مین لاش پڑی ہو
بیچو بیچ مین اسطرح سی کہ فاصلہ دونو کا برابر ہو اوسکی تو دونو کو لوث
برابر ہوگا وگرنہ قریب ترکی حقمین لوث قرار دیا جائیگا اور مال
اسکا ادہر ہی کہ ظن راجح اگرچہ بقرائن خارجیہ ہو مثل عداوت کے وغیرہ
معتبر ہوگا اور اگر کسی کفدست میدانمین یا لق ودق صحرا مین یا
تالاب مین جنگل کے یا ایسی جہیل یا ندی یا دریا یا لشکر یا عام بازار
مین کوئی لاش پڑی ہو اور اوسکے قاتل کا پتا نہ لگتا ہو تو دیت

اوسکی بیت المال پر عائد ہوگی اور اگر لوث نہ پایا جاوی تو دعوای قتل کسی شخص پر مثل اور دعوی کی ہوگا اور ولی منکر سی ایک ہی قسم پر اکتفا کریگا لیکن محقق کا ایک قول یہہ ہی کہ ہر منکر قتل پر پچاس قسمین عائد ہونگی لوث ہو یا نہو اور یہہ خلاف اجماع ہی

پانچوین فصل کیفیت قصاص مین ہے قتل عمد اصل مین موجب قتل ہی ہوتا ہی نہ موجب دیت بضرورت مذہب اور نہ تخئیر قتل و دیت مین باجماع منقول بلکہ محصل اور دو ولو قدیمون کا اختلاف ثابت نہین باوجود اون کے معلوم النسب ہونیکی اور نہ ثابت ہوگی دیت مگر بصلح و تراضی طرفین یہانتک کہ اگر فقط ولی مقتول عفو کری تو وہ بہی نہ مقبول ہوگا اگر مجرم انکار کری اور اپنا قتل ہونا چاہی اور بعینہ یہی حال ہی زخمون کے بدلی کا اور اونکی دیت کا اور مشہور یہہ ہی کہ بجز تلوار وغیرہ کے آلات آہن سی قصاص نہ لینا چاہیی اور نہ بجز گردن زدنی کے اور کسی عنوان سی خلاصہ یہہ کہ بنا براسکی سولی پر چڑہانا یا ہیلی پہرانا یا پیٹ چاک کرنا یا پہانسی دینا یا کولہو مین پلوانا یا کڑہاہی مین تلنا یا زہر سی مجرم کو مارنا یا رگ جان کی فصد کہلوا کے خون نکلنا اور علی ہذا القیاس انہین سی کسیطور پہ ہلاک کرنا جایز نہین مجرم کا بلکہ اجماع کا دعوا کیا گیا ہی اسپر عالمون کی کلام مین اور کثرت سی حدیثین اسپر دلالت کرتی ہین اور ایک قول یہہ ہی کہ جس قسم کا قتل

مجرم سی صادر ہوا ہوا وسی قسم کی قتل کا وہ مستحق ہوگا جیسا کہ مفاد
متاثلت اعتداء وغیرہ کا ہی اور یہہ قول شاذ ہی اور سند و دلالت
مین اسکی دلائل کے کلام ہی اور مقتضی اسکی عموم و اطلاق کا یہہ ہے
کہ اگر نا جائز طور پر قتل کیا ہو تو اوسی طور پر قتل کیا جائی حالانکہ یہہ
صریح البطلان ہی اور بعض عامہ نی اسکی اصلاح اسطور پر کی ہی کہ اگر
اُسینی کسیکو شراب پلا پلا کی مارا ہوگا تو وہ پانی پلا پلا کی مارا جائیگا
اور جسنے لواطہ سی کسیکو قتل کیا ہو تو وہ بدوضع عورتون کی سبب
سی قتل کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اور یہہ خرافات سی ہی
اسلئی کہ سب و رد مہلک کی استعمال کیوقت پھر نظر نا محرم عورتین
پر پڑیگی اور اوسی بچنا متعسر یا متعذر ہوگا پس ہمان اشل درکا
ور ایسی ہی وجوہ سی اکثر معتبر کتابوں مثل مسالک و شرح لمعہ
و کشف اللثام و شرح ارشاد و شرح کبیر و جواہر الکلام وغیرہ
کے قول اول کو اختیار کیا ہی لیکن انصاف یہہ ہی کہ اس قول
کی بھی دلائل خالی ضعف سی نہین اور بر تقدیر تسلیم تحصیل اجماع
دلالت اوسکی حصر پر محل تامل ہے اور اسیطرح دلالت سیرت و
اخبار معتبرہ محل تامل ہی اور مقتضی ظاہر قرآن و اصل صحیح اعتبار
صحیح عموم آلہ ہی اور عموم عنوان اور اکثر اخبار یا بعض کا ظاہر
یہہ ہی کہ جسطور ممکن ہو بدلا لیا جائی ہان جان لینی سی زیادہ
زحمت پہونچانا نہ چاہئی کہ کوئی قصور وار اپنی جان سی زیادہ

سزا کا مستحق نہین پس ظاہر یہہ ہی کہ اقل مرتبہ جسمین ہلاک ممکن ہو
اوسپر اکتفا کرنا جائیز ہی کسی جز ہی سی ہو یا کسی عنوان پر مگر یہہ کہ
اجماع مرکب یا بسیط اسکی خلاف پر ثابت ہوا ور اسمین تامل ہی
پس متعین ہونیمین قول اول کی کلام ہی اگرچہ احوط ہی اور اگر قصاص
لینی والا تعدی نہ کری اور موافق حکم شرع بلا کم و کاست زخم لگائی
اور اتفاق سی اوس زخم کے باعث سی نوبت بہلاکت پہونچے
اور زخم سرایت کری موت تک تو کچھہ مضائقہ اور الزام نہین اور
اگر قصاص ایک جماعت کی لئی لیا جائی تو موقوف رہی گا سب کے
جمع ہونی پر بعد اذن امام علیہ السلام کی بنا بر احوط اور اگر کوئی طالب
دیت ہوا ور قاتل اوسی دیت دیدی تو باقی لوگونکو جائیز ہے
قصاص لینا اوسکی بعد واپس کری اونکی حصہ کی قاتل پر قبل قصاص
کی مثلاً مقتول کی دو ولی ہون ایک معاف کردی اور دوسرا
عفو سی انکار کری پس اگر وہ چاہی گا تو قتل کر سکتا ہی لیکن اوسے
نصف دیت دینا پڑیگی وارثو نکو مجرم مقتول کی جیسا مرسل
ابن دراج مین ہی اور سند اوسکی منجبر ہی اور مؤید اوسکی صحیح ابن ابی
ولاد وغیرہ ہی اور صحیح عبد الرحمن و خبر زرارہ و خبر ابو مریم و خبر
ابو ولاد وغیرہ شاذ ہین اور اسیطرح اگر بعضی از خود عفو کر دین
جیسا مثال سابق وغیرہ سی ثابت ہی اور اگر قاتل قبل قصاص خود
ہلاک ہو جائی پس اگر اوسکی تفریط کی ہو گی قادر کر نیمین اپنی قتل پر

تو دیت اوسکی مال سنی لیجائیگی وگرنہ لزوم دیت ثابت نہین
علی الاظہر اور اگر مقتول دست بریدہ ہو حال قصاص مین یا دیت
اوسکی پاچکا ہو تو ولی قصاص کو قصاص لینا قاتل صحیح سے
صحیح سے ہے مگر بعد رد دیت دست کی اور اگر بلاقصور قطع کیا گیا ہو
یا دیت اوسکی نہ پائی ہو پس رد دیت کی کچھہ حاجت نہین بلکہ
قتل کریگا ولی قاتل کو بنا بر اشہر بلکہ اظہر اور احوط یہہ ہی کہ جسنے
اپنی ہاتہہ کی دیت نہ پائی ہو اور بعد اوسکے قتل کیا جائی تو ولی
اوسکا ایک ہاتہہ کی دیت کی بہ نسبت مصالحہ کری نہ یہہ کہ
سبکا مطالبہ کری اور نہ ولی قاتل کو امتناع بالکل دیت دینی کا
پہونچتا ہی ہرچند کہ مقتضی اعتبار یہی ہی اسلئی کہ جب حق اوسکا
شرعاً متعلق ہاتہہ کاٹنی والی سے ہو گیا تو دوسری سی کیون
متعلق کرنے لگا اور وہ کیون اوسکی وجہہ سی ماخوذ ہونی لگا بلکہ
یہی اظہر تہا اگر بعض روایات اور اجماع محکی سکے مخالف نہ ہوتا
وَاللہُ اَعْلَمُ اور جس شخص کی لئی قصاص نفس ثابت ہوتا ہی اوسکے
لئی قصاص اعضاء و جوارح ثابت ہوتا ہی اور جس وجہہ سی ایک
ثابت ہوتا ہی دوسرا بھی ثابت ہوتا ہی بلا اختلاف و بلا اشکال
کی اور قصاص لیا جائیگا مرد کا عورت سی بغیر رد کی اور عورت کا
مرد سی باوجود رد زائد مین ثلث یعنی تہائی سی کم مین بلکہ کم مین دونون
مین مساوات ہی اور اس مقام پر یہہ ایک اور شرط ہی کہ عضو صحیح

سالم ہو پس عضو صحیح نہ قطع کیا جائیگا شل کی بدلی اور شل صحیح کی
بدلی البتہ قطع ہو سکتا ہی لیکن اگر یہہ ڈر ہو کہ خون بند نہو گا
اور اصل مقصود سی زیادہ ضرر معتد بہ شرعی ہو جائیگا تو البتہ
شل ہاتھہ ہو یا صحیح صحیح کی بدلی قطع نکیا جائیگا اور طول و عرض
مین زخمونکی نسبت برابر ہونا چاہئی نہ گہراؤ بلکہ اسقدر رہنا کافی ہی
کہ اوسی عرف مین اوسی زخم کا نام رکہین مثل موضحہ کی و قصاص
اونہین زخمونمین ثابت ہوتا ہی جنمین تعزیر نہو اور نہ قصاص لازم ہوگا
ایسی زخم مین کہ جسمین تعزیر ہو یا استیفای مثل معذور ہو مانند مامومہ
اور جائفہ اور منقلہ اور ہاشمہ اور استخوان شکنی کی اور تفصیل ان
الفاظ کی خون بہا کی کتاب مین معلوم ہوگی اور ذمی یا غلام کا قصاص
مسلمان یا آزاد سی نلیا جائیگا اور ناک کی بدلی ناک قطع کیجائیگی خواہ
دونو مساوی ہون یا کچہہ فرق ہو مثلاً ایک سونگہہ سکتی ہو اور دوسری
نہ سونگہہ سکتی ہو اور اسیطرح صحیح کان بہری کان کی بدلی قطع کیا جائیگا
اور صحیح عضو تناسل عضو عنین کے بدلی قطع نہو گا اور چشم اعور چشم
صحیح کی بدلی پہوڑی جائیگی اگرچہ وہ اندہا ہو جائی اسلئی کہ حق نی
اوسی اندہا کیا اور مشہور یہہ ہی کہ اس صورتمین کچہہ دیت نہ دینا پڑیگی
ہان اگر از راہ تعدی ابتدا کوئی صحیح کسی اعور کی آنکہہ پہوڑتا تو
البتہ ایکہی آنکہہ کی بدلی ایک آنکہہ اوسکی بعینہ اور ایک دیت دینا پڑتی
اسلئی کہ چشم اعور قایم مقام دو آنکہونکے ہی اور اگر اعور اعور کے

آنکھہ پھوڑی تو اوسکی بھی آنکھہ پھوڑی جائیگی بغیر دیت وغیرہ کے
بلا خلاف و اشکال البتہ اگر اعور کسی کی جنایت کی باعث سے ہو تو
بجز نصف دیت کی اور کچھہ لازم نہوگا بسبب اجماع غنیہ وغیرہ
کی اور نہ رد کرنا صحیح کا اعور کی آنکھہ کی بدلی جب ابتدائی قصور
خود اعور کیطرف سی ہو علما میں بہت مشہور ہی بلکہ قریب ہی کہ
حد اجماع کو پہونچی لیکن اقوی یہہ ہی کہ اس صورت میں بھی نصف
دیت دینا پڑیگی اگرچہ خلاف شرح لمعہ اور مسالک و کشف اللثام
و شرح کبیر و جواہر الکلام وغیرہ ہو لانّ الحقّ احقّ بالاتّباع اور
لا اقل یہہ کہ مصالحہ لازم ہو واللّٰہ اعلم اور اس بیان سابق سی
صاف ظاہر ہوا کہ قصور وار یا اصل خلقت سی اعور ہو مثل دجال
کی یا کسی آفت ارضی و سماوی کی سبب سی عور عارض ہوا ہو یا بجبر
اوسکی آنکھہ پھوڑ دی گئی ہو اور کل دیت اوسنی اوسکی پائی ہو یا اجملہ
یا بالکل نہ پائی ہو یا عفو کیا ہو اوسی یا صحیح ہو اور اعور نہو اوسکی حال
ہی اوسکا کہ جسپر جنایت کیگئی پس ۷ کوے میں ضرب کرنیسی ۴۹ قسمیں
نکلتی ہیں کہ ہر ایک کا حکم جدا ہی اور دلیل اوسکی وہی بیان سابق
بطور اجمال اور جدول متکفل اوسکی عماد الاجتہاد میں مرقوم ہی +
مَن شَاءَ فَلیَرجِع اِلَیہ اور دودھ کی دانتوں پر جب جنایت
کیجائی اسطورسی کہ وہ ٹوٹ جائیں تو مشہور یہہ ہی کہ اونکی نکلنے کا
سال بھر انتظار کیا جائی اور دو رہیں کہ یہہ بطور تمثیل ہو اور اصل مقصود

یہہ ہو کہ اسقدر انتظار کیا جائی کہ جسمین ازراہ عادت دانت نکل آ
ممکن ہوا اور بہر طور یہی اقوی ہے اور بہر صورت اگر اس مانیمین
عود کر آئی تو تاوان و ارش دینا پڑیگا اسطور پر کہ اوسی غلام فرض کر
جانچ کرین کہ اگر غلام ہوتا تو اس دانت ٹوٹنی سی کتنی قیمت گھٹ جاتی
پس وہی مقدار تاوان ہی اور اگر نہ عود کری بلکہ مایوسی ہو جاوی اوسکی
عود کرنیسے اگرچہ اہل خبرت اور واقفکاروںکی گواہی سی ہو تو البتہ
قصاص لازم ہوگا اور اگر دودہ کی دانت نہون بلکہ پہلی دانت ہون
اور اونمین سی کوئی کسیکی تعدی سی ٹوٹ جائی تو اوسمین تین صورتین
ہین ایک یہہ کہ ازراہ عادت یاس ہو جائی اونکی پہر نکلنی سی اور حکم اسکا
یہہ ہی کہ بلا خلاف و اشکال اس صورت مین قصاص یا بر تقدیر تنزل دیت
عائد ہوگی دوسری یہہ کہ ناقص یا متغیر نکلین پس اوسمین حکومت لازم
ہوگی یعنی ارش و تاوان تیسری یہہ کہ جیسا تہا ویسا ہی دانت نہ نکل آئی
تو اسصورتمین نہ قصاص ہوگا اور نہ دیت واللہ اعلم اور جو مجرم
حرم الحرام مین پناہ لیجائی تو اوسی اوسمین قصاص نہ لیا جائیگا احترام
حرم کی لیئی لیکن کہانا پانی اوسکا بند کرین گے اور ایسا تنگ کرینگی
کہ مجبور ہو کی باہر نکل پڑے اور بیرون حرم اوسی قصاص لیا جائی
ہان اگر اوسنے خود اندرون حرم جرم کیا ہو تو قصاص ہی اوسے
حرم کی اندر لیا جائیگا بنا بر مذہب مشہور کی اور یہہ دور از صواب
نہین اگرچہ اکثر ادلہ مین اوسکی گنجایش قیل و قال ہی اور بعضون نی

ملحق کیا ہی اوسنے حرم نبی ومشاہد ائمہ ع کو اور وہ خالی اشکال سی نہین خصوصًا جبکہ اندیشہ فرار مجرم یا احتمال عدم تمکن قصاص ہو تا لہر کی سبب سی البتہ بقصد توہین اخراج کرنا ان مقامات متبرکہ سی قطعًا حرام ہی اور تفصیل اسکی عماد الاجتہاد مین مرقوم ہی اور اگر قطع کری ایک کا داہنا ہاتہہ اور دوسرے کی اونگلی اوسی ہاتہہ کی تو پہلی کی بدلی ہاتہہ قطع کیا جائیگا اور دوسرے کی اونگلیکی بدلی اوسکی دیت لیجائیگی اور اگر اونگلی پہلی قطع کی ہو تو اونگلی کے بدلی اوسکی بہی اونگلی قطع کیجائیگی اور ہاتہہ کے بدلے ہاتہہ مع ایک اونگلی کی دیت کے واللہ اعلم

تمت بالخیر

سنہ ۱۲۹۸

ہجری

جلد و
جلد د

اطلاع

یہ کتاب خاص واسطے مومنین شیعہ کے چھپی ہے
حضرات اہل سنّت وجماعت وغیرہ نہ خریدین
نہ دیکھین —

ملتمس
کمترین خاکپائی مومنین سید عابد علی تاجر کتب محلہ وزیرگنج